مثنوی مولوی معنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

دفترِ ششم

مصنف

مولانا جلال الدین رومیؒ

مترجم

قاضی سجاد حسین

الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

جان[1] چه باشد باخبر از خیر و شر — شاد با احسان گریاں از ضرر
جان کیا ہوتی ہے؟ جو خیر اور شر سے باخبر ہے — احسان سے خوش اور نقصان سے رونے والی ہے

چوں سِرّ و ماہیتِ جاں مخبر ست — ہر کہ اُو آگاہ تر وبا جاں ترست
جبکہ جان کا راز اور ماہیت اس کا باخبر ہونا ہے — جو زیادہ آگاہ ہے، جان کے اعتبار سے زیادہ ہے

اقتضای جاں چو اے دِل آگہیست — ہر کہ آگر تر بُود جانش قویست
اے دل! جب جان کا اقتضاء باخبری ہے — جو زیادہ باخبر ہو گا اس کی جان زیادہ قوی ہو گی

خود جہانِ جاں سراسر آگہیست — ہر کہ بیجان ست از دانش تہی ست
عالمِ ارواح خود سراسر باخبری ہے — جو بے جان ہے، وہ دانش سے خالی ہے

رُوح را تاثیر آگاہی بُود — ہر کرا ایں بیش اللّٰہی بُود
روح کی تاثیر باخبری ہے — جس کو یہ زیادہ حاصل ہے وہ اللہ والا ہے

چوں[2] خبرہا ہست بیروں از نہاد — باشد ایں جانہا دراں میداں جماد
چونکہ بہت سی خبریں وجود سے باہر کی ہیں — تو جانیں اس میدان میں جماد ہوں گی

جانِ اوّل مظہرِ درگاہ شُد — جانِ جاں خود مظہرِ اللّٰہ شُد
جانِ اوّل درگاہ کا مظہر ہے — جانِ جاں خود اللہ (تعالیٰ) کا مظہر ہے

آں ملائک جملہ عقل و جاں بُدند — جانِ نو آمد کہ جسمِ آں شُدند
ملائکہ، مجسم عقل اور روح تھے — نئی روح آئی جس کے لیے وہ جسم بن گئے

از سعادت چوں براں جاں برزدند — ہمچو تن آں رُوح را خادم شُدند
سعادت کی وجہ سے جب اس روح سے جا ملے — جسم کی طرح، اس روح کے خادم ہو گئے

آں[3] بلیس از جاں ازاں سر بُردہ بُود — یک نشد باجاں کہ عضوِ مُردہ بُود
اس شیطان نے اُس جان سے سرتابی کی — جان کے ساتھ ایک نہ بنا کیونکہ مردہ عضو تھا

چوں نبودش آں فدای آں نشد — دست بشکستہ مطیعِ جاں نشد
چونکہ اسکو وہ (سعادت) حاصل نہ تھی وہ اُس روح پر قربان نہ ہوا — ٹوٹا ہوا ہاتھ تھا، جان کا فرماں بردار نہ بنا

جاں نشد ناقص گر آں عضوش شکست — کاں بدستِ اُوست تاند کرد ہست
اگر اس کا وہ عضو ٹوٹ گیا جان ناقص نہ ہوئی — کیونکہ وہ اس کے قبضہ میں ہے اس کو موجود کر سکتی ہے

سِرّ دیگر ہست کو گوشِ دگر — طوطیِ کو مستعدِ آں شکر
ایک دوسرا راز ہے، دوسرا کان کہاں ہے؟ — وہ طوطی کہاں ہے جو اس شکر کی استعداد رکھے؟

1. جاں۔ جان کے خواص یہ ہیں کہ وہ بھلے برے کو پہچانتی ہے۔ چوں۔ جبکہ جان کے یہ خواص ہیں تو جو زیادہ باخبر ہو گی وہ مکمل جان ہو گی اور جو شخص زیادہ باخبر ہو گا اس کی جان زیادہ قوی ہو گی، بے جان دانش اور عقل سے خالی ہوتا ہے۔ روح۔ روح کی تاثیر آگاہی ہے جو روح اس صفت میں بڑھی ہوئی ہو گی وہ خدا والی روح ہو گی۔
2. چوں۔ اگر طبیعت میں علم و احساس کا مادہ نہیں ہے تو وہ ذی روح کہلانے کے بجائے جماد کہا جائے گا۔ جانِ اوّل۔ وہ روح جو عدم سے بدن ہے وہ اللہ کی صفات کا مظہر ہے اور جان کی جان جو علوم و معارف سے متصف ہو جاتی ہے وہ مظہر الٰہ حق ہو جاتی ہے۔ آں ملائک۔ ملائکہ مجسم عقل و جان تھے لیکن وہ حضرت آدمؑ کی روح کے اس طرح تابع ہو گئے جس طرح جسم روح کے تابع ہے۔
3. آں بلیس۔ شیطان نے اس روح سے رابطہ منقطع کر لیا وہ مردہ عضو بن کر رہ گیا۔ دستِ بشکستہ۔ جو عضو ٹوٹ جاتا ہے وہ روح سے خالی ہو جاتا ہے۔ جاں نشد۔ لیکن

طوطیانِ[1] خاص را قندیست ژرف — طوطیانِ عام ازیں خور بستہ طرف
خاص طوطیوں کے لیے شکر بہت ہے — عام طوطیوں نے اس خوراک سے آنکھ بند کر رکھی ہے

کے چشد درویشِ صورت زاں نکات — معنی ست آں نے فعولن فاعلات
صورت کا بھکاری ان نکتوں کو کیا چکھ سکتا ہے؟ — وہ معنیٰ ہیں فعولن فاعلات نہیں ہے

از خرِ عیسیٰ دریغش نیست قند — لیک خر آمد بخلقت کہ پسند
(حضرت) عیسیٰ کو اپنے گدھے سے شکر کے بارے میں رکاوٹ نہیں — لیکن گدھا طبعاً گھاس کو پسند کرتا ہے

قند خر را گر طرب انگیختے — پیشِ خر قنطار شکر ریختے
اگر گدھے کو شکر خوش کر سکتی — تو وہ گدھے کے سامنے ہی شکر کا بورا ڈال دیتے

معنیِ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ — ایں شناس، ایں ست رہرو را مہم
"ہم ان کے مونہوں پر مہر لگائیں گے" کے معنی — یہ سمجھ لے، یہ سالک کے لیے ضروری ہے

تا[2] زِ راہِ خاتمِ پیغمبراں — بُو کہ برخیزد ز لب ختمِ گراں
پیغمبروں کے خاتم کے راستے کے ذریعہ — ہو سکتا ہے کہ ہونٹ سے بھاری مہر ہٹ جائے

ختمہائے کانبیا بگذاشتند — آں بدینِ احمدیؐ برداشتند
وہ مہریں جو انبیاء باقی چھوڑ گئے تھے — ان کو احمدیؐ دین کے ذریعہ ہٹا دیا ہے

قفلہای ناکشادہ ماندہ بُود — از کفِ اِنَّا فَتَحْنَا بر کشود
وہ بغیر کھلے ہوئے تالے رہ گئے ہیں — "بیشک ہم نے کھولا" کے ہاتھ سے کھلے

اُو[3] شفیع ست ایں جہان و آنجہاں — ایں جہاں در دین و آنجا در جناں
وہ اس جہان اور اس جہان کے سفارشی ہیں — اس جہان میں دین کے اور اس جہان میں جنتوں کے

ایں جہاں گوید کہ توره شاں نما — واں جہاں گوید کہ تو مہ شاں نما
یہ جہان کہتا ہے کہ آپ اُن کو راستہ دکھائیں — وہ جہان کہتا ہے کہ آپ اُن کو چاند دکھائیں

پیشہ اش اندر ظہور و در کمون — اِهْدِ قَوْمِيْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
ظاہر اور باطن میں اُن کی عادت — "میری قوم کو ہدایت دے بیشک وہ بے خبر ہیں" ہے

1. طوطیاں۔ خاصانِ خدا کے لیے اسرار کی شکر بکثرت موجود ہے وہ اس سے غذا حاصل کر رہے ہیں عوام اس طرف توجہ نہیں کرتے ہیں۔ کے چشد۔ جو شخص محض لفظوں کا بھکاری ہے اس کو معانی کا لطف حاصل نہیں ہوتا یہ مثنوی محض شاعری نہیں ہے بلکہ اسرار کا بیان ہے۔ از خرِ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ اپنے گدھے کو بھی اسرار کی تعلیم دے سکتے تھے لیکن اس میں استعداد ہی نہ تھی۔ قند۔ اگر ان کا گدھا اسرار سننے کی اہلیت رکھتا تو وہ اس کو اسرار کی تعلیم دیتے۔ علیٰ افواہہم۔ "آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگائیں گے"۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان میں اسرار کو ہضم کرنے کی استعداد نہیں ہے۔
2. تا زراہ۔ اگر یہ بے استعداد لوگ آنحضورؐ کا طریقہ اختیار کر لیں تو ہو سکتا ہے ان میں استعداد پیدا ہو جائے اور وہ مہر جو ان لوگوں کے منہ پر لگی ہے آنحضورؐ کی برکت سے اٹھا دی جائے۔ قفلہای۔ ان لوگوں کے منہ پر جو قفل لگے ہوئے ہیں وہ آنحضورؐ کی برکت سے کھل جائیں گے۔ اِنَّا فَتَحْنَا قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ "بے شک ہم نے ان کے لیے فتح کر دیا" اس میں صرف مکہ کی فتح مراد نہیں ہے بلکہ قفلوں کا کھلنا بھی مراد ہے۔
3. اُو شفیع۔ آنحضورؐ دونوں جہانوں کے شفیع ہیں دنیا میں ان کی سفارش سے اسرارِ دین تک رسائی ہوتی ہے اور آخرت میں جنت تک رسائی ہو گی۔ ایں جہان۔ دنیا زبانِ حال سے کہتی ہے کہ ان کو راہِ ہدایت دکھایئے اور آخرت کہے گی کہ ان کو دیدارِ خداوندی کرایئے۔ اِهْدِ۔ آنحضورؐ کی دعا تھی کہ "خدایا میری قوم کو

بازگشتہ[1] از دمِ او ہر دو باب — در دو عالم دعوتِ او مستجاب
ان کی دُعا سے دونوں دروازے کھلے — دو جہاں میں ان کی دعا قبول ہے

بہرِ ایں خاتم شدست او کہ بجود — مثلِ او نے بود و نے خواہند بود
اسی لیے وہ خاتم بنے، کیونکہ سخاوت میں — ان جیسا کوئی نہ تھا اور نہ کوئی ہوں گے

چونکہ در صنعت برد اُستاد دست — نے تو گوئی ختمِ صنعت بر تو است
جب کوئی اُستاد کاریگری میں بازی لے جاتا ہے — کیا تو نہیں کہتا کہ کاریگری اس پر ختم ہے؟

در[2] کشادِ ختمہا تو خاتمی — در جہانِ رُوح بخشاں حاتمی
آپ مہروں کے کھولنے میں خاتم ہیں — رُوح بخشنے والوں کے جہان میں آپ حاتم ہیں

ہست اشاراتِ محمدؐ المراد — کل کشاد اندر کشاد اندر کشاد
خلاصہ یہ ہے کہ محمدؐ کے ارشادات — سب فتوح در فتوح در فتوح ہیں

صد ہزاراں آفریں برجانِ او — بر قدوم و دورِ فرزندانِ او
آپ کی جان پر لاکھوں آفریں ہیں — انکی تشریف آوری اور آپکے فرزندوں کے دور پر (بھی)

آں خلیفہ زادگانِ مقبلش — زادہ اند از عنصرِ جان و دِلش
اُن کے دو بااقبال شہزادے — جو اُن کے دل اور جان کے جوہر سے پیدا ہوئے

گرز بغداد و ہری یا از رے اند — بمزاجِ آب و گِل نسلِ وے اند
خواہ وہ بغداد اور ہرات یا رے کے ہیں — بغیر پانی اور مٹی کے ملاؤ کے آپ کی نسل سے ہیں

شاخِ گُل ہرجا کہ رُوید ہم گُل ست — خُمِ مُل ہرجا کہ جوشد ہم مُل ست
پھول کی شاخ جہاں بھی اُگے پھول ہے — شراب کا مٹکا جہاں بھی جوش مارے شراب ہے

گر ز[3] مغرب برزند خورشید سر — عینِ خورشید ست نے چیزے دگر
اگر سورج مغرب سے رونما ہو — بعینہٖ سورج ہے نہ کہ دوسری چیز

عیب چیناں را ازیں دم کور دار — ہم بستاریِ خود اے کردگار
عیب نکالنے والوں کو اس کلام سے اندھا رکھ — اے خدا! اپنی ستاری سے

گفت حق چشمِ خفاشِ بدسگال — بستہ ام من ز آفتابِ بے مثال
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے کہ بدخواہ چمگادڑ کی آنکھ کو — میں نے بے مثال سورج سے بند کر دیا ہے

از نظرہائے خفاشِ کم و کاست — انجم و آں شمس نیز اندر خفاست
چمگادڑوں کی ناقص نظروں سے — ستارے اور وہ سورج بھی پوشیدگی میں ہے

1. بازگشتہ۔ آنحضورؐ کی دونوں دعائیں مقبول ہیں۔ بہر ایں۔ آنحضورؐ کو خاتم النبیین محض اس لیے نہیں کہا گیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا بلکہ اس لیے بھی کہ فیض رسانی میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا اور نہ ہوگا یعنی جس طرح آپ خاتم زمانی ہیں اسی طرح آپ کمالات کے بھی خاتم ہیں۔ چونکہ۔ جب کوئی استاد کسی دستکاری میں انتہائی کمال پیدا کر لیتا ہے تو کہا جاتا ہے یہ دستکاری اس پر ختم ہے۔
2. درکشاد۔ آنحضورؐ کو مہروں کے کھولنے میں اسی وجہ کمال تھا کہ آپ کو خاتم کہا گیا۔ اشارات۔ آنحضورؐ کے کلام میں وہ اشارے ہیں جن سے مہروں کی کشادگی ہی کشادگی ہے۔ فرزنداں۔ یعنی روحانی اولاد۔ آں خلیفہ زادگاں آپ کے جانشین جو آپ کے عنصر سے بنے ہیں۔ گر۔ یہ جانشین خواہ کسی ملک کے ہوں وہ آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ شاخ۔ کسی درخت کی قلم جہاں بھی لگاؤ وہ اسی درخت کا فرد ہے۔ شراب کسی بھی برتن میں ہو وہ شراب ہی ہے یا اولاد میں باپ ہی کا اثر ہے۔
3. گر ز مغرب۔ سورج جہاں سے بھی طلوع کرے سورج ہی ہے۔ عیب چیناں۔ ان بزرگوں کے جو عیب چین ہیں [illegible] ان کو میرے اس کلام سے محروم [illegible] ان کی آنکھیں بے مثال سورج سے بند ہیں۔

نکوہیدن[1] ناموسہائے پُوسیدہ را کہ مانعِ ذوقِ ایمان و دلیلِ ضعفِ صدق اندو راہزنِ صد ہزار ابلہ چنانکہ راہزنِ آں مخنث شدہ بُودند گوسفنداں و نمی یارست گذشتن و پُرسیدنِ مخنث از چوپاں کہ ایں گوسفندانِ تو عجب مرا می گزند گفت اگر مردی و در تو رگِ مردی ہست ہمہ فدایِ تو اندو اگر مخنثی ہر یکے تُرا اژدرہاست مخنثے دیگر ہست کہ در حالے کہ گوسفنداں دید بازگشت و از پُرسیدن ترسید کہ اگر من پرسم گوسفنداں اندر من افتند و مرا بگزند

پرانی عزتوں کی برائی جو ایمان کے ذوق سے مانع ہیں اور سچائی کے ضعف کی دلیل ہیں اور لاکھوں بیوقوفوں کے لیے راہزن ہیں جیسا کہ اس ہیجڑے کے لیے بکریاں ہو گئی تھیں اور وہ گذر نہ سکا اور ہیجڑے نے گذریے سے پوچھا کہ تعجب ہے یہ تیری بکریاں مجھے کاٹتی ہیں، اس نے کہا کہ اگر تو مرد ہے اور تجھ میں مردانگی کی رگ ہے تو سب تجھ پر قربان ہیں اور اگر تو ہیجڑا ہے تو ہر ایک تیرے لیے اژدہا ہے، ایک دوسرا ہیجڑا ہے کہ جیسے ہی اس نے بکریاں دیکھیں تو واپس ہو گیا اور دریافت کرنے سے ڈرا کہ اگر میں دریافت کروں گا تو بکریاں مجھ پر حملہ کر دیں گی اور مجھے کاٹ لیں گی

اے ضیاء الحق حُسام الدین بیا — اے صقالِ روح و سلطانِ ہُدیٰ
اے ضیاء الحق حسام الدین! آ جائیے — اے روح کی صیقل اور ہدایت کے شہنشاہ!

مثنوی را مسرحِ[2] مشروح دہ — صورتِ امثالِ او را رُوح دہ
مثنوی کو کشادہ میدان دے دیجئے — اس کی مثالوں کی صورت کو روح دے دیجئے

تا حروفش جملہ عقل و جاں شوند — سُوئے خلدستانِ جاں پرّاں شوند
تاکہ اس کے حروف مجسم عقل اور جان بن جائیں — جان کی جنت کی طرف اڑنے لگیں

ہم بسعیِ تو ز ارواح آمدند — سُوئے دامِ حرف مستحقن شدند
آپ ہی کوشش سے (عالم) ارواح سے آئے ہیں — حروف کے جال میں قیدی ہو گئے ہیں

1. نکوہیدن۔ جس طرح یہ ہیجڑے بلا وجہ بکریوں سے ڈر گئے اسی طرح کم ہمت لوگ اپنے جاہ و ناموس کے خیال سے حق کے قبول کرنے سے ڈرتے ہیں۔
2. مسرح۔ چراگاہ۔ مشروح۔ کشادہ۔ مثال۔ حکایات۔ سوی۔ یعنی مثنوی کے الفاظ عالم غیب کی جانب متوجہ ہو جائیں۔